بہ طرز فضہؑ کی صدا آئی

از: علمدار ساحلؔ

مرثیہ

درحال شہزادیٔ سکینہؑ بنت الحسین علیہ السلام

شبیرؑ کی دختر پہ عجب ظلم ہوا ہے
رخسار ہیں سوجھے ہوئے کرتا بھی جلا ہے
پرسہ اُسے بابا کا طمانچوں سے ملا ہے
اللہ یتیماں پہ عجب جور و جفا ہے

کرتا ہے ستم شمرِ لعیں ننھی سی جاں پر
کہتی ہے سکینہؑ میرے عمو ہیں کہاں پر

کہتی تھی یہ سہمی ہوئی زینبؑ سے سکینہؑ
یہ کیسے مسلمان ہیں یہ دیس ہے کیسا
روتی ہوں میں بابا کو تو لگتا ہے طمانچہ
دیتے ہیں یتیموں کو یہاں اسطرح پرسہ

سنتا نہیں کوئی یہاں فریاد ہماری
اب کون کرے اے پھوپی امداد ہماری

سب قتل ہوئے راہِ خدا میں سرِ میداں
اب کوئی ہمارا نہیں اِس وقت نگہباں
خیمے بھی جلے ہائے ہمارے پھوپی امّاں
پردیس میں ہم ہوگئے ہیں بے سروساماں

سب لٹ گیا اک دن میں ہی گھر بار ہمارا
اب کوئی نہیں ہائے مددگار ہمارا

جب سے ہیں سدھارے میرے عموؑ سوئے دریا
اب کس کو سنائیں گے بھلا حال ہم اپنا
دیتے ہیں ستم گار ہر اک گام پہ ایذا
اب کوئی نہیں ہائے ہمیں پوچھنے والا

اب کون بچائے گا ہمیں ظلم و ستم سے
کہتی تھی سکینہؑ یہی غازی کے علم سے

www.emarsiya.com

زنداں میں ہوئی قید جو اولادِ پیمبرؐ
ہے کیسا اندھیرا یہاں لگتا ہے مجھے ڈر
کہنے لگیں عابدؑ سے یہ شبیرؑ کی دختر
دشوار ہے جینا میرا اک پل بھی یہاں پر

اے بھائی بتاؤ تو ذرا اپنی بہن کو
کب ہو کے رہا جائینگے ہم لوگ وطن کو

پھر کہنے لگیں زینبؑ مضطر سے سکینہؑ
کہتے تھے میرے پاس تو اب آئے گی دُکھیا
آئے تھے میرے خواب میں کل رات کو بابا
اب آ گیا ہے وقت پھوپی میری قضا کا

مل جائے گی سب کو میرے مرنے سے رہائی
کُنبے کو مبارک ہو اندھیرے سے رہائی

اے بھائی خدا حافظ و ناصر تھا زباں پر
دفنانا میری لاش کسی ٹھنڈی جگہ پر
یہ آرزو ہے آپ سے اے میرے برادر
چُپ ہوگئی معصوم سکینہؑ یہی کہہ کر

کرتی ہے گذارش یہ بہن آپ کی بھیّا
میں نے ہے سہی پیاس کی شدّت بڑی بھیّا

اک حشر سا زندانِ بلا میں ہوا برپا
دنیا سے چلی ہائے ستم سہہ کے سکینہؑ
سیدانیاں سر پیٹ کے کرنے لگیں گریہ
کیسا یہ ستم بانوئے دلگیر پہ ٹوٹا

اصغرؑ بھی جدا ہوگئے میدانِ بلا میں
معصوم سکینہؑ چھُٹی زندانِ بلا میں

ساحلؔ یہ کہا بانوئے مضطر نے خدایا
دنیا میری برباد ہوئی جی کے کروں کیا
آجائے مجھے موت یہ ارمان ہے میرا
سب ہوگئے اپنے میرے جنت کو روانا

باقی نا رہے ہائے میرے گھر کے اُجالے
اے خالقِ اکبر مجھے دنیا سے اُٹھالے